© rasailojaraid.com

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

▸▸ ایک اخبار کے دفتر میں' کاتب نے لکھتے ہوئے' ایڈیٹر کو آواز دی: ''حضور! پاؤ کالم رہ گیا ہے' اس کے لئے میٹر دے دیجئے۔'' ایڈیٹر پکارتا ہے۔ لکھو' ''آج چوک میں دو تانگوں کی ٹکر ہوگئی' تین آدمی زخمی ہوگئے، ایک کی حالت خراب ہے۔ آگے خود بڑھالو۔'' ......تھوڑی دیر بعد کاتب پھر پکارتا ہے...... ''حضور! دو تین سطریں پھر بھی خالی بچتی ہیں''۔ ایڈیٹر فرماتے ہیں: ''اچھا اِن میں خبر کی تردید دے دو کہ ہم نے تحقیق کی تو یہ خبر سراسر غلط ثابت ہوئی۔ (ابنِ انشاء)

▸▸ آخری عمر میں بیماری کے باوجود اکبر کی شوخی و ظرافت میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ ایک روز ایک دوست آئے اور مزاج کا حال دریافت کیا' اُنھوں نے فوراً یہ شعر پڑھا ؎

اگر کچھ زندگی باقی ہے' اچھا ہو ہی جاؤں گا
وگرنہ جس طرح سب سوگئے ہیں' سو ہی جاؤں گا

▸▸ ایک دفعہ جب اکبر کے بیٹے عشرت حسین ولایت میں تھے اور مدت تک اُن کا کوئی خط نہ آیا تو یہ شعر لکھ کر بھیجے دیئے:

عشرتی ! گھر کی محبت کا مزا بھُول گئے — کھاکے لندن کی ہوا عہد وفا بھُول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی — کیک کو چکھ کے سویّوں کا مزا بھُول گئے
موم کی پُتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی — چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھُول گئے

▸▸ اکبر الہ آبادی نے عزیز نام کا ایک منشی رکھا کہ جو وہ شعر کہیں' وہ لکھتا رہے۔ وہ ہر وقت ان کا منہ تکتا رہتا شعر تو شعر' وہ کوئی بات بھی کرتے جو جھٹ لکھ لیتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت اکبر نے بیٹھے بیٹھے کہا ''کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان'' (یعنی ہر چیز مٹنے والی ہے) عزیز نے فوراً نوٹ کرلیا۔ اکبر نے پوچھا ''کیا لکھا ہے؟'' کہنے لگا ''یہی لکھا ہے کہ آج صبح آٹھ بج کر دس منٹ پر فرمایا ''کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان'' (کہنے لگے ''اللہ تم پر رحم کرے' اسے کاٹو۔ یہ حضرت اکبر کا فرمایا ہوا نہیں ہے۔ حضرتِ ربِ اکبر (اللہ) کا ہے۔'' پھر اُسی وقت یہ شعر کہہ دیا ؎

سب کو فنا ' خدا کو بقا ' بات حق یہ ہے
میں کیا کہوں گا ' ہے یہ خدا کی کہی ہوئی

© rasailojaraid.com